AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اسلامی عبادات میں یسر کا تصور: بدنی و مالی عبادات کا منتخب تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

THE CONCEPT OF EASE IN ISLAMIC WORSHIP: A RESEARCH STUDY OF PHYSICAL AND FINANCIAL ACT OF WORSHIP IN THE LIGHT OF SELECTED QURANIC EXEGESIS

Attiq ur Rehman,
PhD Scholar, MY University Islamabad/ Lecturer, Country International College of Nursing (cicon) Rawalpindi. rajaattique83@gmail.com
Dr Nosheen Zaheer,
Associate Professor, Islamic Studies Department, SBKWU Quetta
nosheenirm@gmail.com

Abstract
The principle of yusr *(ease) constitutes a fundamental dimension of Islamic law and worship, reflecting the Divine intent to remove hardship and facilitate human obedience. This study examines the concept of ease in both physical (*badani*) and financial (*mali*) acts of worship through a comparative analysis of four classical and contemporary Qur'anic exegeses:* Tafsir al-Qurtubi, Tafsir Ibn Kathir, Rawa'i 'al-Bayan, *and* Tibyan al-Qur'an. *The research focuses on key juristic concessions (*rukhas*) that embody this principle, including* tayammum *as an alternative to ablution in the absence of water or in cases of harm,* qasar *(shortening of Salah) during travel, and the exemptions or flexibility granted to travelers and the ill in fasting during Ramadan. Furthermore, the study explores the conditional obligation of Hajj, emphasizing the requirement of financial and physical capability (*istita'ah*), and the resulting exemptions for those unable to fulfill these criteria. It is further argued that the consistent emphasis across these tafasir demonstrates that ease is not incidental but an essential objective (*maqqsad*) of Islamic worship. The findings reinforce that Islamic ibadaat are structured upon balance, ensuring spiritual discipline without imposing undue hardship, thereby aligning religious obligations with human capacity and circumstances.*

Key Words: *Yusr*, *Qasa*r, Fasting, *Hajj*

اسلام ایک آسان اور فطری دین ہے جو انسان کی فطرت اور حالاتِ زندگی کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ عبادات میں بھی اسی آسانی یا یسر کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے تاکہ انسان اپنی استطاعت کے مطابق عبادت انجام دے سکے۔ عبادات میں یسر کا پہلو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز میں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا مسافر ہو تو اسے قصر اور جمع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسی طرح روزہ کے دوران اگر کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اسے بعد میں روزہ رکھنا تجویز کیا گیا ہے۔[1] یہ تمام احکام انسان کی فطرت اور اس کی جسمانی و معاشرتی حالت کا خیال رکھتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ دین میں سختی کی نہیں بلکہ آسانی کی طرف رہنمائی ہے۔ حج اور زکوۃ میں بھی یسر کی روحانی اور عملی پہلو واضح ہے۔ حج فرض افراد پر ان کی استطاعت کے مطابق لازم ہے، اور زکوۃ میں بھی مالدار اور مستحق لوگوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے تاکہ عبادت کے بوجھ سے کوئی غیر ضروری مشکل نہ ہو۔[2]

اللہ تعالیٰ عبادات میں انسانی استطاعت اور حالات کا مکمل لحاظ رکھتے ہیں اور دین میں انسانی فلاح اور آسانی کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ اسلام میں عبادات کا مقصد صرف رسمی عمل نہیں بلکہ قلبی اور روحانی تربیت ہے۔ یسر کا اصول اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ عبادت کے بوجھ سے انسان دینی عمل سے دور نہ ہو بلکہ آسان طریقے سے اللہ کی عبادت کرتا رہے۔ اس سے انسان میں اللہ کے قریب ہونے کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور عبادت خوشی اور سکون کا ذریعہ بنتی ہے۔[3] یسر کا تصور صرف

---

[1] شہاب الدین ابن العماد، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، (بیروت، دار ابن کثیر، 2013ء)، 63

[2] عطا محمد بندیالوی، سیف العطاء (لاہور، عطا بندیالوی اکیڈمی، 2001ء)، ص ۴۶

[3] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن (لاہور، ترجمان القرآن، ۱۹۴۹)، 53

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

جسمانی یا مالی استطاعت تک محدود نہیں بلکہ یہ ذہنی اور معاشرتی حالت کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ قرآن وحدیث میں متعدد مثالیں موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سختی نہیں بلکہ آسانی مقرر فرمائی ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کے ہر حال میں اللہ کی یاد اور عبادت جاری رکھ سکے۔ یوں عبادات میں یسر کا اصول نہ صرف دین کی رحمت اور حکمت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ انسان کی زندگی کو توازن اور سکون فراہم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔[4]

اسلام میں عبادت صرف رسم نہیں بلکہ انسان کی فلاح، آسودگی اور روحانی ترقی کا مکمل نظام ہے، جو ہر فرد کی استطاعت اور حالات کے مطابق آسان بنایا گیا ہے۔[5] اسلامی شریعت کا بنیادی وصف یسر اور آسانی ہے، تاہم موجودہ دور میں عبادات کے حوالے سے بعض افراد کے ہاں سختی اور مشکلات کا تصور پایا جاتا ہے۔ بدنی اور مالی عبادات میں یسر کے قرآنی اصولوں کو مکمل طور پر سمجھنے میں کمی دیکھی جاتی ہے، جس کے باعث عملی زندگی میں توازن متاثر ہوتا ہے۔ منتخب تفاسیر (تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، روائع البیان، تبیان القرآن) میں اس پہلو کی وضاحت موجود ہے، مگر اسے منظم اور تحقیقی انداز میں پیش[6] کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلامی عبادات میں یسر کا حقیقی تصور کیا ہے اور اس کا اطلاق کس طرح کیا جاتا ہے۔ یہ مقالہ اس غلط فہمی کو بھی دور کرتا ہے کہ عبادات محض سختی اور مشقت کا نام ہیں۔ اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ منتخب تفاسیر (تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، روائع البیان، تبیان القرآن) کی روشنی میں بدنی اور مالی عبادات میں یسر کے تصور کو واضح کرنا۔

2۔ اسلامی عبادات میں یسر کے عملی اطلاق اور اس کی اہمیت کو منتخب تفاسیر (تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، روائع البیان، تبیان القرآن) کی روشنی میں اجاگر کرنا۔

بدنی اور مالی عبادات میں 'یسر'

اسلام میں عبادات کا مقصد صرف روحانی تعلق اور اللہ کی قربت حاصل کرنا نہیں بلکہ انسانی فلاح اور آسانی کو بھی مد نظر رکھنا ہے۔ مالی عبادات جیسے زکات، صدقہ، کفارہ، اور قربانی میں بھی یسر یا آسانی کا اصول واضح ہے۔ قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر مالی عبادت کو انسان کی استطاعت اور حالات کے مطابق آسان بنایا ہے تاکہ کوئی بھی فرد عبادت کرنے سے محروم نہ رہے اور ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ مالی عبادات میں یسر کا اصول نہ صرف انسان کی مالی استطاعت کے مطابق آسانیاں فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور فلاح کا بھی ضامن ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عبادت کا بوجھ کسی پر غیر ضروری طور پر نہیں ڈالا جاتا، بلکہ ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ یسر کی یہ حکمت مالی عبادات کو عملی، مؤثر اور روحانی فوائد دینے والا بناتی ہے۔

اسلام میں عبادات کا بنیادی مقصد انسان کی روحانی تربیت اور اللہ کی قربت حاصل کرنا ہے، لیکن یہ عمل ہمیشہ انسانی استطاعت اور حالت کے مطابق آسان بنایا گیا ہے۔ بدنی عبادات جیسے نماز، روزہ، حج اور نمازِ جمعہ میں بھی یسر یا آسانی کا اصول واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ یقینی بنایا ہے کہ عبادت کا بوجھ انسان کی جسمانی طاقت سے زیادہ نہ ہو، تاکہ عبادت نفرت یا سختی کا سبب نہ بنے بلکہ دل کی تسکین اور روح کی تربیت کا ذریعہ ہو۔ شریعت خداوندی کے تمام احکام میں یہ معیار ہمیشہ سے قائم ہے کہ لوگوں کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ اُن پر نہ ڈالا جائے اور جو حکم بھی دیا جائے، انسان کی فطرت اور اُس کی صلاحیتوں کے مطابق دیا جائے۔ قرآن میں ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [7]

"اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"[8]

---

[4] شگفتہ جبین، نعمۃ الباری کا منہج واسلوب، ضیائے حرم (ماہنامہ)، فروری ۲۰۱۵ بمطابق ربیع الثانی ۱۴۳۹، ص ۲۵

[5] خیر الدین زرکلی، الاعلام (بیروت، دار العلم الملایین، ۱۴۱۲ھ)، 128

6

[7] **القرآن:** ۲۸۶/۲

8-سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد 1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص 114

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

یہ آیت اسلام میں آسانی اور یسر کا ایک بنیادی اصول بیان کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی جسمانی، ذہنی، روحانی اور مالی استطاعت کا مکمل لحاظ رکھتے ہیں۔ عبادات اور فرائض میں جو ذمہ داریاں لگائی گئی ہیں، وہ انسان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ نہ کوئی ایسا فرض ہے جو انسان کے بس سے باہر ہو، اور نہ کوئی ایسا تکلیف دہ عمل جو انسان برداشت نہ کرسکے۔ قران میں ایک مقام پر خدا کی بندگی کے بنیادی تقاضوں کو بیان کرنے کے بعد قرآن مجید نے اپنی شریعت میں رفع حرج کا یہ اصول اِس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ [9]

"اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمھارے لئے) تمھارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا)"[10]

اللہ تعالیٰ نے شریعت میں ایسی سختیاں یا مشکلات نہیں رکھیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں۔ عبادات اور دیگر دینی فرائض میں آسانی اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ انسان اللہ کی راہ میں خوش دلی اور دلی رضا کے ساتھ عمل کرسکے۔

احکام طہارت وپاکیزگی میں 'یسر'

احکامِ طہارت میں یُسر کا ایک اور نمایاں پہلو نجاست کے باب میں اعتدال ہے۔ شریعت نے ہر اس چیز کو ناپاک قرار نہیں دیا جو بظاہر گندی محسوس ہو، بلکہ نجاست کی تعیین نصوص کی روشنی میں کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے طہارت کے باب میں غیر ضروری سختی سے منع فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ [11]

اس حدیث میں دین کی آسانی کا کہا گیا ہے اور اس کا اطلاق طہارت پر بھی ہوتا ہے، جہاں وسوسہ، شک اور غیر یقینی کی بنیاد پر بار بار وضو یا غسل کو لازم قرار دینا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اسی لیے فقہاء نے "استصحابِ طہارت" کا اصول بیان کیا کہ جب تک نجاست کا یقینی علم نہ ہو، طہارت برقرار رہے گی۔ احکامِ حیض ونفاس میں بھی یُسر کا پہلو نہایت نمایاں ہے۔ عورت کو ان ایام میں نماز اور روزے سے مستثنیٰ قرار دینا، اور بعد میں صرف روزوں کی قضا کا حکم دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت انسانی کمزوری اور فطری تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ [12]

خواتین کے لیے حیض کی حالت میں عبادات میں کچھ رعایت رکھی گئی تھی۔ روزہ، جو جسمانی محنت اور صبر طلب عبادت ہے، اس کی قضا بعد میں کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ خواتین عبادت کے دوران جسمانی کمزوری یا قدرتی حالت کی وجہ سے بوجھ محسوس نہ کریں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں تصریح کرتے ہیں کہ یہاں رفعِ حرج شریعت کا ایک کلی اصول بیان کیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

هَذِهِ الآيَةُ أَصْلٌ عَظِيمٌ فِي التَّيْسِيرِ وَرَفْعِ الْحَرَجِ عَنِ الْأُمَّةِ، فَكُلُّ مَا شَقَّ عَلَى الْمُكَلَّفِ جَاءَ الشَّرْعُ فِيهِ بِالْبَدَلِ وَالرُّخْصَةِ [13]

امام القرطبی لکھتے ہیں کہ یہ آیت امت کو مشقت سے دور کرتی ہے اور بلکہ اس کے لئے آسانی پیدا کرنے کی ایک عظیم اصل ہے۔ چنانچہ جو چیز مکلف کے لئے دشواری کا سبب بنے شریعت اس میں بدل اور رخصت عطا کرتی ہے۔ امام قرطبیؒ کے نزدیک وضو اور غسل کے بعد تیمم کی اجازت اسی یُسر کا مظہر ہے، کیونکہ اگر پانی ہر حال میں لازم قرار دے دیا جاتا تو شریعت کا مقصد فوت ہو جاتا۔ امام اسماعیل بن عمر ابن کثیرؒ اسی آیت کے ذیل میں یُسر کو شریعت کی عمومی صفت قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

---

[9] **القرآن: ۲۲/ ۷۸**

[10]-سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد2 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص816

[11] محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب الدِّین یُسر (القاہرہ: دار ابن کثیر، 2002)، ج1، ص23، رقم:39

[12] مسلم بن حجاج، **صحیح المسلم**، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم دون الصلاۃ، (ریاض: دار السلام، 2000)، ج1، ص191، رقم:335

[13] ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی (بیروت، الرسالہ پبلیشرز، ۱۴۲۷ھ)، ج6، ص83

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

يُخْبِرُ تَعَالَى أَنَّهُ مَا أَمَرَ بِهِ مِنَ الطَّهَارَةِ فَإِنَّمَا هُوَ لِلتَّطْهِيرِ وَالتَّيْسِيرِ، لَا لِلتَّعْنِيتِ وَالتَّشْدِيدِ [14]

کہ اللہ تعالیٰ امت کو آگاہ کر رہیں ہیں کہ طہارت کا حکم پاکیزگی اور آسانی کے لئے ۔ اس سے کوئی سختی اور مشقت مقصود نہیں۔ اسلام میں طہارت کے احکام، جیسے وضو، غسل اور تیمم، صرف جسمانی صفائی کے لیے نہیں بلکہ روحانی پاکیزگی اور عبادت کی قبولیت کے لیے بھی ہیں۔ یہاں یسر کا اصول واضح طور پر نظر آتا ہے، کیونکہ طہارت کے احکام انسان کی استطاعت کے مطابق ہیں۔ طہارت میں یہ آسانیاں انسان کی جسمانی کمزوری، حالات اور وسائل کا خیال رکھتی ہیں تاکہ عبادت میں دباؤ یا پریشانی نہ پیدا ہو۔ ابن کثیرؒ یہاں خاص طور پر اس نکتے کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ تیمم کا حکم کسی اضطراری کمزوری کا اظہار نہیں بلکہ شریعت کی حکمت اور وسعت کی دلیل ہے۔ شیخ علی الصابونیؒ نے روائع البیان فی تفسیر آیات الأحکام میں طہارت کی آیات کو مقاصدِ شریعت کے زاویے سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"تیمم شریعت کی آسانی اور وسعت پر واضح دلیل ہے، کیونکہ یہ حکمی طہارت ہے جو عجز کی حالت میں پانی کے قائم مقام کر دی گئی ہے۔"[15]

تیمم کی اجازت شریعت کے وسیع و آسان ہونے کی دلیل ہے۔ یہ حکمی طہارت ہے جو پانی کی عدم دستیابی میں مٹی کو پانی کا قائم مقام کر دیتی ہے۔ صابونیؒ کے نزدیک طہارت میں یُسر اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت محض ظاہری افعال کی پابند نہیں بلکہ انسان کی عملی حالت کو بھی مد نظر رکھتی ہے۔ تیمم کی شریعت میں اجازت یسر کی واضح مثال ہے۔ تیمم کے ذریعے پانی کی جگہ مٹی یا صاف زمین کا استعمال کیا جا سکتا ہے، جس سے جسمانی، سماجی یا ماحولیاتی مشکلات کے باوجود عبادت جاری رکھی جا سکتی ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ تبیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یُسر کو فقہی اصول کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اسلامی شریعت میں طہارت کے احکام اس قدر سہل رکھے گئے ہیں کہ کسی بھی حال میں عبادت ترک نہ ہو، اور یہی 'ما جعل عليكم في الدين من حرج' کی عملی تفسیر ہے۔"[16]

علامہ سعیدیؒ کے نزدیک وضو، غسل اور تیمم کی ترتیب اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت مرحلہ وار سہولت فراہم کرتی ہے اور بندے کو کسی ایک صورت میں مقید نہیں کرتی۔ ان چاروں تفاسیر کے اقتباسات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ احکام طہارت میں یُسر کوئی جزوی یا ثانوی پہلو نہیں بلکہ قرآنی تشریع کا بنیادی مقصد ہے۔ وضو کے ساتھ غسل، غسل کے ساتھ تیمم، اور تیمم کے ساتھ استصحابِ طہارت—یہ سب یُسر کی عملی شکلیں ہیں۔ شریعت نے نہ تو طہارت کو ترک کرنے کی اجازت دی اور نہ ہی ایسی سختی عائد کی جو انسان کی استطاعت سے باہر ہو۔ یوں احکام طہارت میں یُسر اسلامی شریعت کے اس جامع مزاج کی ترجمانی کرتا ہے جو عبادت، سہولت اور انسانی فطرت کے درمیان حسین توازن قائم کرتا ہے۔

احکام نماز میں 'یسر'

نماز اسلامی عبادات میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور ایمان کے عملی اظہار کا سب سے نمایاں مظہر ہے۔ اس کے باوجود شریعتِ اسلامیہ نے نماز کے احکام کو سخت، غیر لچک دار یا انسانی استطاعت سے ماورا نہیں بنایا، بلکہ ان میں یُسر، سہولت اور حالات کے لحاظ سے وسعت کو بنیادی اصول کے طور پر اختیار کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں نماز کے احکام بیان کرتے ہوئے بارہا یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد عبادت کے ذریعے بندے کو مشقت میں ڈالنا نہیں بلکہ اسے اپنے قرب اور تزکیۂ نفس کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ نماز میں یُسر کا پہلا اور بنیادی مظہر قیام، قعود اور اضطجاع کی اجازت ہے۔ شریعت نے اصل حالت قیام کو قرار دیا، مگر بیماری، کمزوری یا عذر کی صورت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اس اصول کی بنیاد قرآن کے عمومی مزاج اور سنتِ نبوی ﷺ میں ملتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ [17]

---

[14] امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی (لاہور، فقہ الحدیث پبلیشرز، ۲۰۰۹ء)، ج3، ص5

[15] محمد علي الصابوني، **روائع البیان تفسیر آیات الأحکام من القرآن** (دمشق، مکتبۃ الغزالی، ۱۹۸۰ء)، ج1، ص98

علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج2، ص412

[17] **القرآن**: 3/191

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں"[18]

یہ آیت ذکرِ الٰہی کے لیے یسر اور آسانی کے اصول کو ظاہر کرتی ہے۔ یہاں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت اور ذکر میں سختی یا پابندی نہیں چاہتے، بلکہ انسان اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق عبادت کرے۔ اسلام ہر فرد کی استطاعت، حالات اور کمزوریوں کو مد نظر رکھتا ہے اور عبادات کو ہر ممکن حد تک آسان اور قابلِ عمل بناتا ہے، تاکہ ہر انسان اللہ کے قریب ہو اور روحانی تربیت حاصل کر سکے۔ امام قرطبیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ذکر میں یہ وسعت نماز سمیت تمام عبادات پر محیط ہے:

فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الذِّكْرَ وَالصَّلَاةَ لَا يَسْقُطَانِ عَنِ الْمَرِيضِ، بَلْ يُؤَدِّيهِمَا عَلَى حَسَبِ اسْتِطَاعَتِهِ[19]

امام قرطبی کے مطابق یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذکر اور نماز حالت مرض میں ساقط نہیں ہوتے بلکہ وہ ان کی ادائیگی میں اپنی استطاعت کو مد نظر رکھے گا۔ امام قرطبیؒ کی یہ تشریح عبادات میں یسر اور آسانی کے اصول کی واضح وضاحت ہے۔ یہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بیماری یا کمزوری کے باوجود انسان عبادت سے محروم نہیں رہتا، بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق نماز اور ذکر ادا کر سکتا ہے۔ مثلاً بیمار شخص کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکے تو بیٹھ کر یا لیٹے ہوئے بھی نماز پڑھ سکتا ہے، اور ذکرِ الٰہی بھی اسی حالت میں جاری رکھ سکتا ہے۔ یہ اصول انسان کی جسمانی اور ذہنی کمزوری کو مد نظر رکھتا ہے اور عبادت کو بوجھ یا مشقت کا ذریعہ نہیں بناتا۔ نماز میں یُسر کا تعلق اسقاطِ عبادت سے نہیں بلکہ طریقۂ ادائیگی میں سہولت سے ہے۔ نماز میں یُسر کا ایک نمایاں اور عملی مظہر قصرِ نماز ہے۔ قرآنِ مجید نے سفر کی حالت میں چار رکعت فرض نماز کو دو رکعت کرنے کی اجازت دی، تاکہ مشقت کم ہو اور عبادت آسان رہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ [20]

"اور جب تم سفر پر جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کچھ کم کر کے پڑھو"[21]

سفر میں لمبی مشقت، تھکن اور مصروفیات کی وجہ سے نماز کو مکمل وقت اور رکعات کے ساتھ پڑھنا مشکل ہو سکتا ہے، اسی لیے اللہ نے قصر کی سہولت دی۔ یسر کی یہ سہولت اسلام کی رحمت، حکمت اور انسان دوستانہ نقطہ نظر کو واضح کرتی ہے اور عبادات کو ہر فرد کے لیے قابلِ عمل اور خوش آئند بناتی ہے۔ امام ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

شُرِعَ الْقَصْرُ رَحْمَةً مِنَ اللهِ وَتَخْفِيفًا عَنِ الْعِبَادِ، وَهُوَ مِنْ كَمَالِ يُسْرِ هَذِهِ الشَّرِيعَةِ [22]

کہ نماز قصر اللہ کی رحمت اور بندوں پر مشقت کی تخفیف اور ان کی آسانی کے طور پر مشروع کی گئی ہے۔ اور یہ شریعت میں کامل آسانی کی ایک واضح دلیل ہے۔ ابن کثیرؒ کے مطابق قصر نماز اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شریعت عبادت کو حالات کے مطابق ڈھالتی ہے۔ نماز میں یُسر کا ایک اور پہلو نمازِ خوف ہے، جو جنگ یا شدید خطرے کی حالت میں مشروع کی گئی۔ قرآن نے اس نماز کی خاص کیفیت بیان کر کے یہ واضح کر دیا کہ حتیٰ کہ انتہائی خطرناک حالات میں بھی نماز ترک نہیں کی جائے گی بلکہ آسان طریقے سے ادا کی جائے گی۔ یہ حکمت اسلام کی رحمت، آسانی اور انسان دوست نقطہ نظر کو نمایاں کرتی ہے اور عبادت کو ہر فرد کے لیے خوش آئند اور قابلِ عمل بناتی ہے۔ شیخ علی الصابونیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

18۔ سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد 1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص 177

19 ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی (بیروت، الرسالہ پبلیشرز، ۱۴۲۷ھ)، ج 4، ص 300

20 **القرآن**: 4/101

21۔ سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد 1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص 223

امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی (لاہور، فقہ الحدیث پبلیشرز، ۲۰۰۹ء)، ج 2، ص 393

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

هَذِهِ الْآيَةُ مِنْ أَبْيَنِ أَدِلَّةِ التَّيْسِيرِ فِي الصَّلَاةِ، حَيْثُ أُبِيحَتْ فِي حَالِ الْخَوْفِ بِأَيِّ هَيْئَةٍ مُمْكِنَةٍ [23]

کہ یہ ادائیگئ نماز میں آسانی کی ایسی دلیل ہے جو خوف کی حالت میں ادائیگئ نماز کے شرعی ممکن طریقوں کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ شیخ علی الصابونیؒ کی یہ تفسیر نماز میں یسر اور آسانی کے اصول کو بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے۔ یہاں واضح کیا گیا ہے کہ اگر انسان خوف، خطرے یا کسی ہنگامی حالت میں ہو تو وہ اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق نماز ادا کر سکتا ہے، چاہے کسی بھی ممکنہ شکل میں ہو۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ نماز کے احکام میں یُسر کو فقہی اور مقاصدی تناظر میں بیان کرتے ہیں:

"اسلام نے نماز کو ساقط نہیں کیا، مگر اس کی ادائیگی کو ہر حال میں سہل بنایا، تاکہ بندہ کسی بھی کیفیت میں اللہ سے جڑا رہے۔"[24]

فقہی تناظر میں، اسلام نے نماز کو فرض قرار دیا لیکن اس کے احکام میں لچک رکھی تاکہ ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق عبادت ادا کر سکے۔ مثلاً بیمار، بوڑھا، مسافر یا خوف کی حالت میں نماز کو بیٹھ کر، لیٹے ہوئے، یا کسی بھی ممکنہ حالت میں پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مقاصدی تناظر میں یہ آسانی انسان کے روحانی فائدے اور اللہ سے تعلق برقرار رکھنے کے لیے ہے۔

احکام زکوۃ میں 'یسر'

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور مالی عبادات میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مقصد محض مال کا انتقال نہیں بلکہ معاشرتی عدل، اقتصادی توازن اور روحانی تطہیر ہے۔ اس کے باوجود شریعتِ اسلامیہ نے زکوٰۃ کے احکام کو سخت اور ناقابلِ برداشت مالی بوجھ نہیں بنایا بلکہ ان میں نمایاں طور پر یُسر، سہولت اور تدریج کو اختیار کیا ہے، تاکہ ہر صاحبِ استطاعت شخص بغیر تنگی کے اس فریضے کو ادا کر سکے۔ قرآنِ مجید میں زکوٰۃ کا ذکر اکثر نماز کے ساتھ آیا ہے، جو اس کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے منظم اور قابلِ عمل ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قرآنِ مجید میں زکوۃ کے بنیادی مقصد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا گیا:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا [25]

"ان کے مال میں سے زکوہ قبول کر لو اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو"[26]

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ زکوٰۃ کا اصل ہدف تطہیر اور تزکیہ ہے، نہ کہ مالی دباؤ۔ اسی وجہ سے شریعت نے زکوٰۃ کو صرف صاحبِ نصاب پر فرض کیا اور اس کے لیے مال کی مخصوص مقدار، مدت (حولانِ حول) اور شرح متعین کی۔ امام قرطبیؒ اس آیت کے ذیل میں زکوٰۃ کے یُسر آمیز پہلو کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّمَا فُرِضَتِ الزَّكَاةُ عَلَى مَنْ فَضَلَ عَنْ حَاجَتِهِ، وَفِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى يُسْرِ الشَّرِيعَةِ وَعَدَمِ إِرْهَاقِ الْمُكَلَّفِ [27]

کہ اسلامی شریعت کے مطابق زکوۃ صرف اسی پر فرض کی گئی ہے جس کا مال اس کی ضرورت سے زائد ہے جو ایک طرف تو شریعت کی آسانی اور دوسری طرف مکلف پر بوجھ نہ ڈالنے پر دلالت کرتی ہے۔ امام قرطبیؒ اس بیان کے ذریعے یہ واضح کرتے ہیں کہ شریعت میں سختی یا غیر ضروری بوجھ ڈالنے کا مقصد نہیں بلکہ عبادت میں آسانی اور انسانی فلاح ہے۔ زکوٰۃ دینے والا شخص اپنے ضروریات سے زیادہ مال میں سے اللہ کے حق کو ادا کرتا ہے، جس سے اس کا مال پاک ہوتا ہے اور دل سے بخل، لالچ اور دنیاوی وابستگی کم ہوتی ہے۔ اس اصول سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں مالی عبادات ہر انسان کے حالات اور استطاعت کے مطابق ہیں تاکہ کوئی بھی فرد اس سے محروم یا مجبور نہ ہو۔ یسر کی یہ حکمت عبادت کو مؤثر، عملی اور روحانی فوائد دینے والا بناتی ہے۔ امام ابن کثیرؒ زکوٰۃ کی فرضیت اور اس کی مقدار پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[23] محمد علي الصابوني، **روائع البيان تفسير آيات الأحكام من القرآن** (دمشق، مكتبة الغزالی، ۱۹۸۰ء)، ج1، ص146

[24] علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج1، ص512

[25] **القرآن: 9**/103

[26]-سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد2 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص484

[27] ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی، ج8، ص175

جَعَلَ اللّٰہُ لِلزَّکَاۃِ مِقْدَارًا مَعْلُومًا لِئَلَّا تَشُقَّ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ، وَلِتَكُونَ عَوْنًا لِلْفُقَرَاءِ [28]

کہ اللہ پاک نے مال میں زکوۃ کی ایک مقدار مقرر کر دی ہے تاکہ مالدار زکوہ کی ادائیگی میں مشقت میں نہ پڑیں اور دوسری طرف محتاجوں کی مدد بھی ممکن ہو سکے۔ امام ابن کثیرؒ اس بیان کے ذریعے یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلام میں مالی عبادات میں یسر کا اصول ہمیشہ موجود ہے۔ زکوٰۃ کی مقدار مقرر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مالدار شخص اپنی استطاعت کے مطابق عبادت انجام دے، اور اس سے نہ صرف اس کا مال پاک اور برکت والا ہو بلکہ معاشرتی انصاف اور غریبوں کی فلاح بھی ممکن ہو۔ شیخ علی الصابونیؒ نے زکوٰۃ کے احکام کو مقاصدِ شریعت کے تناظر میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

الزَّكَاةُ عِبَادَةٌ مَالِيَّةٌ قَائِمَةٌ عَلَى التَّيْسِيرِ، فَلَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ النِّصَابِ، وَلَا تُفْرَضُ إِلَّا بَعْدَ حَوَلَانِ الْحَوْلِ [29]

کہ زکوۃ ایک ایسی مالی عبادت ہے جس کی بنیاد آسانی پر قائم ہے۔ یہ صاحب نصاب سے لی جاتی ہے اور اس کے ایک بار ادا کرنے کے ایک سال بعد یہ دوبارہ فرض ہوتی ہے۔ صابونیؒ کے نزدیک حولانِ حول کی شرط بھی یُسر کا تقاضا ہے، تاکہ وقتی یا غیر مستحکم مال پر زکوٰۃ لازم نہ آئے۔ اس کا حصول نہ تو نصاب کی کمی میں ہوتا ہے اور نہ ہی مال کے ایک سال مکمل نہ ہونے پر فرض کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مالی عبادات میں ہر ممکن حد تک آسانی فراہم کی گئی ہے تاکہ مالدار افراد پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے اور عبادت قابلِ عمل اور مؤثر رہے۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ زکوٰۃ کے باب میں یُسر کو نہایت جامع انداز میں بیان کرتے ہیں:

"اسلام نے زکوٰۃ کو اس طرح فرض کیا ہے کہ نہ دینے والا محروم ہو اور نہ دینے والا معاشی بوجھ تلے دب جائے، یہی شریعت کا توازن اور یُسر ہے۔"[30]

علامہ سعیدیؒ کے مطابق زکوٰۃ کا نظام اگر سخت ہوتا تو معیشت میں جمود پیدا ہو جاتا، مگر شریعت نے سہولت کو اختیار کر کے گردشِ دولت کو یقینی بنایا۔ شریعت میں مالی عبادات کو ہر فرد کے حالات اور استطاعت کے مطابق آسان بنایا گیا ہے۔ زکوٰۃ کا نظام نہ تو محتاج اور غریب لوگوں کے حقوق کو نظر انداز کرتا ہے اور نہ ہی مالدار پر غیر ضروری بوجھ ڈالتا ہے۔ اس توازن کے ذریعے اسلام نے معاشرتی انصاف اور روحانی ترقی دونوں کو ممکن بنایا ہے۔ دینے والا شخص اپنی استطاعت کے مطابق مال میں سے حصہ عطا کرتا ہے، جس سے اس کا دل بخل اور دنیاوی محبت سے پاک ہوتا ہے اور اس کا مال برکت والا بنتا ہے۔

احکام صدماتِ نافلہ میں 'یسر'

اسلام میں نوافل اور مستحبات عبادات کا حصہ ہیں جو فرض کے بعد ادا کیے جاتے ہیں۔ ان کا مقصد روحانی قرب، تزکیہ نفس اور اللہ کی محبت کی تکمیل ہے۔ تاہم بعض لوگ اپنے یا دوسروں کے لیے ان نوافل کو سخت اور اجباری بنا دیتے ہیں، جس سے روحانی سکون کے بجائے تنگی اور مشقت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن وسنت میں اس سلسلے میں واضح اصول دیا گیا ہے کہ نوافل میں عبادت کے احکام میں بھی یُسر اور آسانی کو مد نظر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَمَا تُقَدِّمُواْ لِأَنفُسِكُم مِّنۡ خَيۡرٖ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِۗ[31]

"اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور جو بھلائی اپنے لئے آگے بھیج رکھو گے اس کو اللہ کے ہاں پالو گے "[32]

[28] امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، ج4، ص158

[29] محمد علي الصابوني، **روائع البيان تفسير آيات الأحكام من القرآن**، ج1، ص312

[30] علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج4، ص221

[31] **القرآن**: 2/110

[32] سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد 1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص38

اس آیت میں مالی عبادات اور یسر کا اصول واضح طور پر نظر آتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کو ہر شخص کی استطاعت اور حالات کے مطابق فرض کرتا ہے تاکہ عبادت کرنے والے پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں کی ادائیگی انسان کی روحانی تربیت، دل کی پاکیزگی اور مال کی برکت کے لیے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْحَيَاءُ وَالدِّينُ يُسْرٌ، فَمَنْ شِئْتَ زِدْ فِي الْنَّافِلَةِ وَمَنْ شِئْتَ فَرِّغْ مِنْهَا بِرَاحَةٍ [33]

آپ ﷺ نے شرم وحیاء اور دین کو آسان کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نوافل میں کثرت اور اضافہ جو چاہے کرے اور جو اسے چھوڑنا چاہے چھوڑ دے۔ دین میں بنیادی عبادات جیسے فرض نماز اور زکوٰۃ ہر مسلمان پر لازم ہیں، لیکن نفلی عبادات یا اضافی نوافل میں ہر شخص اپنی استطاعت، حالات اور راحت کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام میں عبادت کو سختی یا مشقت کا ذریعہ نہیں بنایا گیا بلکہ آسانی، دل کی سکونت اور روحانی ترقی پر زور دیا گیا ہے۔ نوافل میں اضافہ کرنے والے کا ثواب بڑھتا ہے اور جو شخص اپنی طبیعت یا حالات کے مطابق انہیں چھوڑ دے، اس پر کوئی الزام نہیں۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

النَّوَافِلُ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ، وَمَن شَاءَ أَدَّاهَا وَمَن شَاءَ تَرَكَهَا، وَهَذَا مِنْ يُسْرِ الشَّرِيعَةِ وَرَفْعِ الْحَرَجِ [34]

نوافل عبادات واجب کے مترادف نہیں ہیں۔ اس لئے جو نوافل ادا کرنا چاہے شریعت اسے اس کی اجازت دیتی ہے جو اسے ترک کرنا چاہے وہ اسے چھوڑ سکتا ہے۔ یہ شریعت کی یہ آسانی انسانی مشقت کو دور کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ قرطبیؒ کے نزدیک نوافل میں یُسر عبادت کے اس تصور کا عملی مظہر ہے کہ شریعت بندے پر بوجھ ڈالنے کے بجائے روحانی ترقی میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ شریعت میں دین کی بنیاد **آسانی اور یسر** پر قائم ہے۔ نوافل کی غیر واجب حیثیت ہر مسلمان کے لیے اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ عبادت کے بوجھ سے وہ محروم یا مضطرب نہ ہو۔ جو شخص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق اضافی عبادات ادا کرتا ہے، اس کا ثواب بڑھتا ہے اور جو شخص انہیں چھوڑ دے، اس پر کوئی الزام یا تکلیف نہیں۔ ابن کثیرؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

النَّوَافِلُ عِبَادَةٌ تَتَّسِعُ عَلَى كُلِّ مَنْ يَشَاءُ، وَهِيَ مِنْ أَجَلِّ أُمُورِ التَّيْسِيرِ فِي الدِّينِ [35]

نوافل ایسی عبادت ہے جس کے کرنے کا انحصار کرنے والے کی خواہش پر ہے۔ پس شریعت میں آسانی کے اہم امور میں سے ایک ہے۔ ابن کثیرؒ کے مطابق نوافل میں عبادت کی یہ آزادانہ حیثیت اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت نے دین کو سخت اور غیر انسانی نہ بنایا۔ اسلام میں عبادات کا مقصد نہ صرف فرضیات کو ادا کرنا بلکہ انسان کو اضافی روحانی ترقی اور اخلاقی تزکیہ کے مواقع بھی فراہم کرنا ہے۔ نوافل ہر شخص کی استطاعت، حالات اور رغبت کے مطابق ادا کی جا سکتی ہیں، اور جو شخص انہیں چھوڑ دے، اس پر کوئی الزام نہیں۔ شیخ علی الصابونیؒ فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَتِ الصَّلَاةُ الْفَرْضُ قَدْ أُدِيَتْ، فَالنَّوَافِلُ رَحْمَةٌ وَفُرْصَةٌ لِلتَّزَكِيَةِ، وَلَيْسَ فِيهَا ضِيقٌ وَشَدِيدٌ [36]

فرض نماز ادا کرنے کے بعد نوافل کی ادائیگی رحمت اور تزکیہ کے فرصت بھرے لمحات ہیں۔ جن میں کوئی تنگی اور سختی نہیں۔ صابونیؒ کے نزدیک نوافل عبادت میں یُسر اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بندہ اپنی استطاعت کے مطابق روحانی فوائد حاصل کرے۔ شریعت نے نوافل کو ایک رحمت اور آسانی کا ذریعہ بنایا ہے، نہ کہ مشقت یا سختی کا بوجھ۔ فرض عبادات ہر مسلمان پر لازم ہیں اور ان کی ادائیگی واجب ہے، لیکن نوافل میں ہر فرد اپنی استطاعت، رغبت اور حالات کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ لکھتے ہیں:

"شریعت نے نوافل کو مکلف پر واجب نہیں بنایا، تاکہ عبادت بوجھ نہ بنے اور دل وجان کی تربیت کے لیے آسانی ور حمت برقرار رہے۔"[37]

---

[33] ابن ماجہ، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی النفل، (القاہرہ: دار ابن کثیر، 2002)، ج1، ص83، رقم: 989

[34] ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی، ج4، ص410

[35] امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، ج2، ص256

[36] محمد علي الصابوني، **روائع البيان تفسير آيات الأحكام من القرآن**، ج1، ص198

[37] علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج1، ص523

یہ بیان اس بات کی تصدیق ہے کہ یُسر صرف فرض میں ہی نہیں بلکہ نوافل اور مستحبات میں بھی شریعت کا بنیادی اصول ہے۔ اسلام میں نوافل کی حیثیت بنیادی عبادات کے برعکس اختیاری اور رحمت پر مبنی ہے، تاکہ ہر مسلمان اپنی استطاعت، حالات اور رغبت کے مطابق عبادت کر سکے۔ فرض نماز اور دیگر واجبات کی ادائیگی ہر فرد پر لازم ہے، لیکن نوافل میں اضافہ یا کمی کا اختیار دینا شریعت کی حکمت اور آسانی کی مثال ہے۔

احکام روزہ میں 'یسر'

روزہ اسلام کے بنیادی عبادات میں سے ایک ہے اور یہ تقویٰ کی تربیت، نفس کی اصلاح اور روحانی پاکیزگی کے لیے فرض کیا گیا ہے۔ تاہم شریعت نے روزے کے احکام میں یُسر اور آسانی کے اصول کو واضح طور پر اختیار کیا ہے تاکہ انسانی استطاعت اور حالات کے مطابق عبادت قابلِ عمل رہے۔ قرآن کریم میں روزہ کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [38]

"مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو"[39]

اللہ تعالیٰ مؤمنین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ روزہ تم پر واجب ہے جیسے تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ اس عمل کے ذریعے انسان میں تقویٰ پیدا ہو اور وہ ہر قسم کے گناہوں اور برائیوں سے بچ سکے۔ قرآن میں روزے میں یُسر کا سب سے واضح مظہر مسافر، مریض اور کمزور افراد کے لیے رخصت ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ [40]

"اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے"[41]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو وہ بعد میں قضا کر سکتا ہے، یعنی اپنی استطاعت کے مطابق دیگر دنوں میں روزہ رکھ کر اس کا بدل ادا کرے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

إِذْ فُرِضَ الصِّيَامُ لَمْ يُشَقَّ عَلَى الْمُكَلَّفِ، فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ سَافَرَ فَرُخِّصَ لَهُ فِي الْقَضَاءِ، وَهَذَا مِنْ يُسْرِ الشَّرِيعَةِ [42]

روزہ فرض عبادت میں سے ہے لیکن اگر مکلف بیمار ہو یا مسافر ہو تو سریعت اسے اس کی قضاء ادا کرنے کی اجازت دیتی ہے جو مکلف کے لئے آسانی کا حصہ ہے۔ امام قرطبیؒ اس موقع پر واضح فرماتے ہیں کہ یہ سب **یسر شریعت** یعنی شریعت میں آسانی اور رحمت کا مظہر ہے۔ اس تشریح سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام میں عبادات میں سختی نہیں بلکہ آسانی، انسان کی فلاح، اور حالات کے مطابق سہولت فراہم کرنا بنیادی اصول ہے۔ بیمار شخص کے لیے روزہ رکھنا نقصان دہ ہو سکتا ہے اور مسافر کے لیے طویل سفر میں روزہ رکھنا جسمانی مشقت بڑھا سکتا ہے، لہٰذا شریعت نے یہ سہولت دی کہ وہ بعد میں قضا کر کے عبادت کا بدلہ ادا کرے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

الرخصة في الصيام دليل على يسر الشريعة، فالمريض والمسافر يجوز له الإفطار مؤقتًا [43]

شریعت مکلف کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے روزے میں رخصت دیتی ہے جس میں مریض اور مسافر کے لئے عارضی افطار جائز ہے۔

اسلام میں عبادات میں یسر اور آسانی بنیادی اصول ہیں اور شریعت ہر فرد کی حالت اور استطاعت کا خیال رکھتی ہے۔ مریض شخص کے لیے روزہ رکھنا جسمانی صحت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے، اور سفر کے دوران روزہ رکھنے سے جسمانی مشقت میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا شریعت نے

---

[38] **القرآن:** 2/183

[39]۔سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص63

[40] **القرآن:** 2/185

[41]۔سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد1 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص64

[42] ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی، ج3، ص412

[43] امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، ج2، ص198

قضا یا بعد میں روزے رکھنے کی سہولت دی۔ ابن کثیرؒ کی یہ تعلیم یہ بھی سکھاتی ہے کہ عبادت کی اصل روح انسان کی تقویٰ، صبر، شکر گزاری اور اللہ کی رضا کی طلب میں ہے، اور یہ صرف رسمی عمل یا تکلیف نہیں۔ شیخ علی الصابونیؒ فرماتے ہیں:

الرخص في الصيام، كالإفطار للمريض والمسافر، من أعظم دلائل التيسير في الدين، فهي لا تلغي الحكم بل تجعل أداؤه ممكنًا 44

شریعت روزے میں مریض اور مسافر کو رخصت دیتی ہے یہ شرعی حکم کی تنسیخ نہیں کرتی بلکہ آسانی کا معاملہ فرما کر روزے کی ادائیگی کو ممکن بناتی ہے۔ رخصت یا عارضی افطار شریعت کے حکم کو منسوخ نہیں کرتی بلکہ اسے ادا کرنا ممکن بناتی ہے، یعنی روزے کا اصل فریضہ برقرار رہتا ہے، لیکن اسے ہر فرد کی جسمانی یا معاشرتی حالت کے مطابق آسان طریقے سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ یہ تعلیم انسان کو یہ یقین دلاتی ہے کہ شریعت کی حکمت صرف عبادت کے انجام دینے میں نہیں بلکہ اس کی قابلیت، سہولت اور فلاح میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ تبیان القرآن کی روشنی میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ فرماتے ہیں:

"اسلام نے روزہ کو سخت اور غیر انسانی نہ بنایا، بلکہ مریض، مسافر اور کمزور کے لیے رخصت اور قضا کی اجازت دی تا کہ عبادت بوجھ نہ بنے۔"45

علامہ سعیدیؒ کے مطابق یُسر کا یہ اصول روزہ کی روح اور مقصد یعنی تقویٰ کے حصول کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ مریض، مسافر اور کمزور افراد کے لیے رخصت اور قضا کی اجازت دی گئی ہے تا کہ عبادت انسان پر بوجھ نہ بنے اور روزہ کا اصل مقصد یعنی اللہ کی رضا، روحانی پاکیزگی اور تقویٰ حاصل کیا جا سکے۔ یہ تشریح اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ شریعت میں عبادت کی حکمت صرف رسمی عمل میں نہیں بلکہ انسان کی جسمانی، مالی اور معاشرتی حالت کے مطابق آسانی اور رحمت فراہم کرنے میں بھی ہے۔

احکام حج میں 'یسر'

حج شریعت اسلامی کا ایک اہم رکن ہے اور یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ قرآن و سنت نے حج کے احکام کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تا کہ عبادت کے دوران ہر حاجی انسانی استطاعت اور حالات کے مطابق عمل کر سکے۔ شریعت نے حج میں یُسر اور آسانی کو مرکزی اصول بنایا تا کہ عبادت بوجھ یا مشقت کا ذریعہ نہ بنے بلکہ بندے کی روحانی اور جسمانی اصلاح کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لِّيَشْهَدُواْ مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُواْ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِيٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ 46

"تا کہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں۔ اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو اللہ نے انھیں دے دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں"47

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مالی عبادات کا مقصد صرف مال خرچ کرنا یا رسم ادا کرنا نہیں بلکہ ان سے انسان کے لیے فائدے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور اس کے دل و دماغ میں اللہ کا ذکر بھی مضبوط ہوتا ہے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

الشَّرِيعَةُ لَا تُشَقُّ عَلَى الْعِبَادِ، وَفِي الْحَجِّ رُخَصٌ لِلسَّفَرِ وَالْمَرِيضِ وَمَنْ لَمْ يُطِقْ حَجًّا 48

شریعت کا مقصد آسانی پیدا کرانا ہے اس لئے شریعت عبادت کو مشقت نہیں بناتی بلکہ حج کے سفر میں جو شخص بیمار ہو یا استطاعت نہ رکھتا ہو اسے رعایت سی دیتی ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حج میں بھی آسانی اور رعایت کی گئی ہے، تا کہ ہر فرد اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق عبادت ادا کر سکے۔ مثلاً سفر کرنے والے، بیمار یا جو شخص جسمانی یا مالی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے مخصوص رعایت دی گئی ہے تا کہ وہ حج کے

44 محمد علی الصابونی، **روائع البیان تفسیر آیات الأحکام من القرآن**، ج1، ص224

45 علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج1، ص330

46 **القرآن**:22/28

47 -سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، جلد2 (لاہور: پاک کمپنی، 2017)، ص800

48 ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، **الجامع الاحکام القرآن** تفسیر قرطبی، ج3، ص540

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

فریضے سے محروم نہ رہے اور عبادت کا اصل مقصد یعنی اللہ کی قربت، روحانی پاکیزگی اور تقویٰ حاصل کر سکے۔ قرآن وسنت نے واضح کیا ہے کہ جو شخص بیمار ہو یا جسمانی طور پر حج کی مشقت برداشت نہ کر سکے۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

الرخصة في أداء مناسك الحج للمريض والمستضعف دليل على يسر الشريعة ورفع الحرج عن المكلف [49]

دوران حج مریض اور کمزور کو مناسک حج سے رخصت شریعت کی آسانی اور مکلف کو بوجھ سے بچانے کی واضح دلیل ہے۔ اسلام میں عبادت صرف رسمی اعمال یا مشقت نہیں بلکہ انسان کی استطاعت، راحت اور فلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کی گئی ہے۔ حج کے دوران دی گئی رخصتیں، جیسے بیماری، کمزوری یا استطاعت نہ رکھنے کی صورت میں آسان طریقے اختیار کرنا، شریعت کی حکمت اور رحمت کا مظہر ہیں۔ روائع البیان کی روشنی میں شیخ علی الصابونیؒ فرماتے ہیں:

الحج عبادة عظيمة، لكن الله تيسير للعباد، فلكل من لم يستطع الحج رخصة أو قضاء أو فدية [50]

حج تمام عبادات کا مجموع ہونے کی وجہ سے عظیم عبادت ہے لیکن اللہ پاک اپنے بندوں کے لئے اس میں بھی آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں لہٰذا جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے رخصت، تلافی یا فدیہ کی اجازت مرحمت فرماتا ہے۔ شیخ علی الصابونیؒ فرماتے ہیں حج ایک عظیم اور اہم عبادت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے اس میں آسانی رکھی ہے تاکہ ہر شخص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق عبادت کر سکے۔ اسی لیے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حج کرنے کی استطاعت نہ رکھتا، اسے رخصت، تلافی یا فدیہ کی اجازت ہے تاکہ عبادت کا اصل مقصد—اللہ کی قربت، روحانی تربیت اور تقویٰ حاصل کرنا— محفوظ رہے اور انسان غیر ضروری جسمانی یا مالی مشقت میں مبتلا نہ ہو۔ تبیان القرآن کی روشنی میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ لکھتے ہیں:

"شریعت نے حج کے احکام میں آسانی رکھی تاکہ عبادت بوجھ نہ بنے، اور ہر شخص استطاعت کے مطابق اپنا فریضہ ادا کر سکے۔"[51]

یہ بیان یُسر کے مقاصد کو واضح کرتا ہے۔ ہر شخص کی استطاعت، صحت اور مالی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے رعایت، رخصت، تلافی یا فدیہ جیسی سہولیات فراہم کی گئی ہیں تاکہ کوئی بھی فرد اس اہم عبادت سے محروم نہ رہے۔ یہ تشریح یسر شریعت کی واضح مثال ہے، جو انسان کی فلاح، راحت اور روحانی تربیت کو مقدم رکھتی ہے۔ شریعت میں سختی کا مقصد نہیں بلکہ ہر فرد کی استطاعت اور حالات کے مطابق عبادت ممکن اور قابلِ عمل بنانا ہے۔

حاصل بحث

اس تحقیق کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی عبادات میں یسر کا تصور بنیادی اور جامع اصول کے طور پر موجود ہے، جو ہر فرد کی جسمانی، مالی، ذہنی اور معاشرتی استطاعت کو مد نظر رکھتا ہے۔ منتخب تفاسیر (تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، روائع البیان، تبیان القرآن) کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبادات میں رخصتیں، آسانیاں اور اختیارات (جیسے تیمم، قصرِ نماز، روزے میں رخصت، نصاب کے مطابق زکوٰۃ) نہ صرف قانونی رعایت ہیں بلکہ شریعت کی حکمت اور رحمت کا عملی مظہر ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دین اسلام اپنے پیروکاروں پر مشقت ڈالنے کے بجائے ان کی فلاح، روحانی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے قریب رہنے کے مواقع کو آسان اور قابلِ عمل بنانے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یسر کا یہ اصول عبادات کو ہر دور اور ہر فرد کے لیے قابلِ عمل بناتا ہے، غیر ضروری سختی اور بوجھ سے بچاتا ہے اور دین کی رحمت، اعتدال اور انسانی فلاح کو مؤثر طریقے سے فروغ دیتا ہے۔

[49] امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر دمشقی، **تفسیر ابن کثیر**، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، ج3، ص458

[50] محمد علي الصابوني، **روائع البيان تفسير آيات الأحكام من القرآن**، ج1، ص320

علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، ج4، ص610